JQSS Vol: 01, Issue: 01, Jan-June-2021

www.jqss.org

Page 52-62

مسئلہ استعانت اور وسیلہ کی شرعی حیثیت

The issue of recours and the legal status of the resource

Ahmed ullah

M. phil research scholar, Depatment of Islamic Studies, University of Balochistan, Quetta.

Prof. Dr. Abdul Ali Achakzai

Chirman, Dep, of Islamic Studies, University of Balochistan, Quetta.

:***Abstract***

The issue of intercession and supplication, that is, asking for help and supplication from someone, etc., needs to be explained; It is not specific to Allah Almighty and it is permissible for non-Allah as well. For example, every human being seeks help from other human being for material reasons. without it, the system of this world cannot function.

The laborer, the architect, the carpenter, the blacksmith, etc,. are all engaged in helping the creatures, and everyone is compelled to seek their help. Obviously, this is not forbidden in any religion or law, and it does not enter into the help of Special to Allah Almighty. In the same way, asking for help from a prophet or a guardian through immaterial means, or asking for help directly from Allah Almighty through their means, is also justified by the traditions of hadith and the instructions of the Qur'an. Which is exclusive to Allah Almighty and haram and shirk for non-Allah; therefore, it was felt necessary to elaborate on this issue in the light of Holy Qur'an, Hadith and the sayings of the Imams. Below is a description of the pen style.

Keywords: intercession , supplication, asking for help, legal status, traditions.

CC BY

تمہید

عقیدہ توحید کا ایک اہم جزء یہ بھی ہے کہ اللہ تعالی ہی سے مدد مانگی جائے، اسی کو حاجت روا تسلیم کیا جائے، دعائیں اسی سے مانگی جائیں اور مرادیں اسی کے در پہ پیش کی جائیں، اللہ تعالی کے سوا کسی اور سے مدد طلب نہ کی جائے اور نہ ہی حاجتوں میں اس کو پکارا جائے۔ اس مسئلہ کو استعانت اور توسل کہتے ہیں، جیسا کہ اللہ تعالی قرآن کریم میں سورہ فاتحہ میں فرماتے ہیں:

"إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ"

"اے اللہ! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں"۔

اس آیت سے دو بنیادی مسئلے معلوم ہوئیں: 1-عبادت صرف اللہ تعالی کی جائے گی۔ 2-استعانت اور مدد صرف اللہ تعالی ہی سے مانگی جائے گی۔ گویا کہ اللہ تعالی کے سوا کسی اور کی عبادت کرنا یا اللہ تعالی کے سوا کسی اور سے مدد، دعا، حاجت اور مراد مانگنا ناجائز اور شرک کے زمرے میں آتا ہے۔

دوسرا مسئلہ یعنی کسی سے مدد مانگنا اور دعا کرنا وغیرہ یہ مسئلہ تشریح طلب ہے؛ کیونکہ ایک تو مادی اسباب کے ماتحت ہر انسان دوسرے انسان سے مدد لیتا ہے، اس کے بغیر اس دنیا کا نظام نہیں چل سکتا، صنعت کار اپنی صنعت کے ذریعہ ساری مخلوق کی خدمت کرتا ہے، مزدور، معمار، بڑھئی اور لوہار وغیرہ سب مخلوق کی مدد میں لگے ہوئے ہیں اور ہر شخص ان سے مدد مانگنے پر مجبور ہے، ظاہر ہے کہ یہ کسی دین اور شریعت میں ممنوع نہیں، وہ اس استعانت میں داخل نہیں جو اللہ تعالی کے ساتھ مخصوص ہے۔

اسی طرح غیر مادی اسباب کے ذریعہ کسی نبی یا ولی سے دعا کرنے کی مدد مانگنا یا ان کا وسیلہ دے کر براہ راست اللہ تعالی سے دعا مانگنا روایات حدیث اور ارشادات قرآن سے اس کا بھی جواز ثابت ہے، وہ بھی اس استعانت میں داخل نہیں جو صرف اللہ تعالی کے مخصوص اور غیر اللہ کے لیے حرام و شرک ہے؛ اس لیے ضرورت محسوس ہوئی کہ قرآن کریم، حدیث شریف اور اقوال ائمہ کرام کی روشنی میں اس مسئلہ کی تفصیل پیش کی جائے۔ ذیل میں اس کی تفصیل قلم طراز ہے۔

وسیلہ لغت میں

لفظ وسیلہ وسل مصدر سے مشتق ہے، جس کے معنی ملنے اور جڑنے کے ہیں، یہ لفظ سین اور صاد دونوں سے تقریباً ایک ہی معنی میں آتا ہے، فرق اتنا ہے کہ وصل بالصاد مطلقاً ملنے اور جوڑنے کے معنی میں ہے اور وسل بالسین رغبت و محبت کے ساتھ ملنے کے لئے مستعمل ہوتا ہے۔ چنانچہ امام راغب اصفہانی رقم طراز ہیں:

> "الوسيلة: التوصل إلى الشيء برغبة وهي أخص من الوصيلة، لتضمنها لمعنى الرغبة. قال تعالى: "وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ" وحقيقة الوسيلة إلى الله تعالى: مراعاة سبيله بالعلم والعبادة، وتحري مكارم الشريعة، وهي كالقربة، والواسل: الراغب إلى الله تعالى. "
>
> "الوسیلۃ کے معنی کسی چیز کی طرف رغبت کے ساتھ پہنچنے کے ہیں چناچہ معنی رغبت کو متضمن ہونے کی وجہ سے یہ وصیلۃ سے اخص ہے۔" وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ "اس کا قرب حاصل کرنے کا ذریعہ تلاش کرو"۔ در حقیقت توسل الی اللہ علم و عبادت اور مکارم شریعت کی بجا آوری سے طریق الہیٰ کی محافظت کرنے کا نام ہے اور یہی معنی تقرب الی اللہ کے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف رغبت کرنے والے کو واسل کہا جاتا ہے"۔

اس لئے صاد کے ساتھ وصلہ اور وصیلہ ہر اس چیز کو کہا جاتا ہے جو دو چیزوں کے درمیان میل اور جوڑ پیدا کردے۔ خواہ وہ میل اور جوڑ رغبت و محبت سے ہو یا کسی دوسری صورت سے، اور سین کے ساتھ لفظ وسیلہ کے معنی اس چیز کے ہیں جو کسی کو کسی دوسرے سے محبت ورغبت کے ساتھ ملا دے۔ پس اللہ تعالیٰ کی طرف وسیلہ ہر وہ چیز ہے جو بندہ کو رغبت و محبت کے ساتھ اپنے معبود کے قریب کردے۔

وسیلہ کی اقسام

واضح رہے کہ توسل (وسیلہ پکڑنے کی) دو قسمیں ہیں: (1)-توسل بالاعمال (2)-توسل بالذات۔

پہلی قسم: توسل بالاعمال

توسل بالاعمال کا مفہوم یہ ہے کہ کسی انسان نے اپنی زندگی میں کوئی نیک عمل کیا ہو، تو اللہ تعالیٰ سے اس طرح سوال کرے کہ اے اللہ! اس عمل کی برکت سے ہم پر رحم فرما، اس قسم کا جائز ہونا اتفاقی ہے اس میں کسی کا اختلاف نہیں، اس کی اصل بخاری شریف میں مذکور "حدیث الغار" ہے جس میں تین آدمیوں کے غار میں بند ہونے پر اپنے نیک عمل کو وسیلہ بنا کر دعا کرنا مذکور ہے؛ چنانچہ نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہم کے طریق سے مروی ہے:

"بينما ثلاثة نفر ممن كان قبلكم يمشون، إذ أصابهم مطر، فأووا إلى غار فانطبق عليهم، فقال بعضهم لبعض: إنه والله يا هؤلاء، لا ينجيكم إلا الصدق، فليدع كل رجل منكم بما يعلم أنه قد صدق فيه --- ففرج الله عنهم فخرجوا۔"

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: واقعہ یہ ہے کہ اگلے لوگوں میں سے تین آدمی سفر کر رہے تھے کہ بارش آگئی اور وہ ایک غار میں داخل ہوگئے سوء اتفاق سے غار کا منہ ایک پتھر سے بند ہوگیا اور وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے پس تم میں سے ہر آدمی اپنے اس عمل کو بیان کرکے دعا کرے جس میں وہ خود کو سچا سمجھتا ہے... پھر اللہ (تعالی) نے ان سے (پتھر) کو دور کر دیا اور وہ نکل گئے"۔

دوسری قسم: توسل بالذات

اس کی تقریباً چار صورتیں ہیں ہر ایک کا حکم جدا جدا ہے۔ ذیل میں ہر صورت کو بمع حکم بیان کیا جاتا ہے۔

توسل بالذات کی پہلی صورت

توسل کی ایک صورت لوگوں میں یہ بھی معمول ہے کہ اپنی حاجت اللہ تعالیٰ کے بجائے بزرگوں سے منظور کرانے کو ضروری سمجھتے ہیں، ان کا یہ عقیدہ ہے کہ ہم لوگوں کی رسائی خدا تعالیٰ کے دربار میں نہیں ہوسکتی، اس لئے ہمیں جو درخواست کرنی ہے اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کے سامنے پیش کریں اور جو کچھ مانگنا ہے ان سے مانگیں۔ اس خیال سے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں مرادیں پوری کرنے کی قدرت دے رکھی ہے، یہ فعل خالصتاً جہالت ہے اور یہ دراصل دو غلطیوں کا مجموعہ ہے۔ ایک یہ کہ دربار خداوندی کو دنیاوی درباروں پر قیاس کیا گیا ہے جس طرح دنیاوی درباروں میں ہر شخص کی پہنچ نہیں ہوسکتی بلکہ واسطوں کے ذریعہ پہنچ ہوتی ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کے دربار تک رسائی کیلئے اسکے مقبول بندوں کا وسیلہ ضروری ہے، یہ غلط ہے؛ اس لئے کہ یہ ضرورت تو وہاں پیش آتی ہے جہاں بادشاہ دادرسی کی خود توفیق نہ رکھتا ہو، خود ہر ایک سے سن نہیں سکتا اور ہر شخص اس تک پہنچ نہیں سکتا جب کہ اللہ تعالیٰ تمام مخلوقات میں سے ہر ایک کی آواز اس طرح سنتے ہیں جیسے باقی سب خاموش ہوں صرف ایک گفتگو کر رہا ہو، صحابہ کرام-رضوان اللہ علیہم اجمعین-نے نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا:

" أقريبٌ ربنا فنناجيه، أم بعيد فنناديه؟ ...الخ"

"یعنی ہمارے رب قریب ہیں کہ ہم انہیں آہستہ سے پکاریں یادور ہیں کہ انہیں زور سے پکاریں؟"۔

اس پر قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیت نازل ہوئی:

" وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ...الخ"

"اور جب میرے بندے آپ سے میرے بارے میں دریافت کریں تو (ان کو بتایئے) کہ میں نزدیک ہوں پکارنے والے کی پکار سنتا ہوں جب مجھے پکارے"۔

دوسری غلطی یہ ہے کہ دنیاوی امراءنے کچھ مناصب وعہدے ماتحتوں کو دے رکھے ہوتے ہیں اور وہ اپنی مرضی کے مطابق ان عہدوں کا ستعمال کرتے ہیں، بادشاہوں سے مشورے وغیرہ کی ضرورت نہیں ہوتی، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ولیوں کو اور اپنے مقبولین کو بھی اختیارات دے رکھے ہیں یہ غلطی پہلی غلطی سے بھی بدتر ہے اس لئے کہ بادشاہ، وزیروں اور مشیروں کے محتاج ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی قدرت، مشیروں، وزیروں اور نائبین کی محتاج نہیں، اللہ تعالیٰ نے خدائی اختیارات کسی مخلوق کو عطا نہیں فرمائے بلکہ نبی اکرم ﷺ سے یہ اعلان کروایا گیا:

"قُلْ لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَلَا ضَرًّا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ ...الایۃ"

"آپ کہہ دیجئے میں اپنی جان کے نفع ونقصان کا مالک نہیں مگر جو اللہ چاہے"۔

بنابریں توسل کی اس صورت کا حکم یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے بجائے بزرگوں اور ولیوں سے مانگنا شرک ہے اور سب سے بڑی گمراہی ہے، جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

"وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ يَدْعُو مِنْ دُونِ اللَّهِ مَنْ لَا يَسْتَجِيبُ لَهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَائِهِمْ غَافِلُونَ"

"اور اس سے بڑا گمراہ کون ہو سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے سوا ایسے کو پکارے جو قیامت تک اسکی پکار کا جواب نہ دے اور وہ انکی پکار سے بے خبر ہیں"۔

نیز بزرگوں سے دعا مانگنا اس لئے بھی غلط ہے کہ دعا عظیم الشان عبادت ہے۔ جیسا کہ جامع ترمذی میں ہے:

"عن انس بن مالک رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم قال : الدعاء مخ العبادة ۔"

"حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دعا عبادت کا مغز ہے"۔

ایک دوسری حدیث میں نعمان بن بشیرؓ نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے روایت کرتے ہیں:

" الدعاء هو العبادة ثم قرأ: وقال ربكم ادعوني أستجب لكم --- الایۃ۔"

"دعا ہی اصل عبادت ہے، یہ ارشاد فرما کر آنحضرت ﷺ نے یہ آیت پڑھی: اور تمہارے رب نے فرمایا مجھ سے دُعا کرو میں سنوں گا"۔

پس جس طرح غیر اللہ کی عبادت جائز نہیں اسی طرح غیر اللہ سے دعا مانگنا بھی جائز نہیں، دعا عبادت ہونے کی وجہ سے محض اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔

توسل بالذات کی دوسری صورت

توسل کا ایک طریقہ یہ بھی ہوتا ہے جو مقدس ذوات دنیا سے گزر گئے ہیں ان سے دعا کیلئے کہنا اور انکی قبر پر جاکر دعا کی درخواست کرنا یہ البتہ مختلف فیہا مسئلہ ہے اور مستقل بحث ہے، کیونکہ یہ سامع موتیٰ پر مبنی ہے، جو زمانہ قدیم سے مختلف فیہ ہے، بہر حال اسے اعتقاد کے فاسد ہونے کی وجہ سے احتراز لازم ہے۔

توسل بالذات کی تیسری صورت

توسل کی ایک صورت یہ بھی ہوتی ہے کہ براہ راست بزرگوں سے مانگنا تو نہیں ہوتا بلکہ مانگنا اللہ تعالیٰ سے ہوتا ہے مگر دنیا میں موجود بزرگ ہستیوں کے ذریعہ دعا کی جائے اس طرح دعا کرنا درست ہے بلکہ نیک بندوں سے دعا کیلئے عرض کرنا عین سنت بھی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ حضرت عمر-رضی اللہ عنہ- عمرہ کے لئے تشریف لے جارہے تھے تو آپ ﷺ نے ان سے دعا کیلئے فرمایا جیسا کہ مندرجہ ذیل روایت میں ہے:

" أن عمر استأذن النبي -صلي الله عليه وسلم - في العمرة، فأذن له، فقال: يا أخي، أَشْرِكْنا في صالح دعائك، ولا تنسَنا۔"

"حضرت عمرؓ نے نبی ﷺ سے عمرہ کی اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے اجازت دی اور فرمایا: کہ اے میرے بھائی! اپنی نیک دعا میں ہمیں بھی شریک رکھنا اور ہمیں نہ بھولنا"۔

توسل بالذات کی چوتھی صورت

وسیلے کی چوتھی صورت یہ ہے کہ مانگے تو اللہ تعالیٰ سے لیکن اولیاء اللہ سے اپنے تعلق کا واسطہ دے کر دعا کرے، مثلاً یوں کہے: اے اللہ جتنی رحمت تیرے اس بندہ پر متوجہ ہوتی ہے اور جتنا قرب اسکو آپ کا حاصل ہے اسکی برکت اور وسیلہ سے مجھ کو فلاں چیز عطا فرما؛ کیونکہ اس شخص سے آپ کا خاص تعلق ہے اور میرا آپ سے بندہ ہونے کا تعلق ہے۔

توسل کی یہ صورت شرعاً وعقلاً ثابت ہے بلکہ بعض مشائخ نے توسل کے باب میں اس توسل بالذات کو تواضع وعاجزی میں زیادہ ہونے کے سبب توسل بالاعمال سے بہتر قرار دیا ہے؛ کیونکہ اس میں انسان اپنی حیثیت اور اپنے عمل پر نظر کے بجائے اللہ کی ذات اور اسکے مقبول بندے کے مقبول عمل پر رکھتا ہے۔

مذکورہ توسل کا جواز وثبوت قرآن کریم سے

پہلی دلیل:

" وَلَمَّا جَاءَهُمْ كِتَابٌ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَهُمْ وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ"

" اور جب آئی انکے پاس کتاب اللہ کی طرف سے تصدیق کرنے والی اسکی جو انکے پاس ہے اور وہ اس سے پہلے کافروں پر فتح مانگتے تھے"۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ نے روح المعانی میں اسکی تفسیر اس طرح فرمائی ہے:

" نزلت في بني قريظة والنضير كانوا يستفتحون على الأوس والخزرج برسول الله ﷺ قبل مبعثه- قاله ابن عباس رضي الله تعالى عنهما وقتادة-"

"(یہ آیت) بنو قریظہ وبنو نضیر کے بارے میں اتری ہے کہ وہ نبی ﷺ کے وسیلے سے آپ کی بعثت سے قبل نصرت وفتح طلب کیا کرتے تھے۔ یہ ابن عباسؓ وقتادہ کا قول ہے"۔

اسی طرح علامہ شوکانی اپنی تفسیر فتح القدیر میں اس آیت کی مندرجہ ذیل تفسیر بیان فرماتے ہیں:

"والاستفتاح الاستنصار: أي كانوا من قبل يطلبون من الله النصر على أعدائهم بالنبي المنعوت في آخر الزمان۔"

"استفتاح نصرت طلب کرنا یعنی وہ اس سے پہلے آخری زمانہ میں مبعوث ہونے والے نبی کے وسیلے سے اپنے دشمنوں پر فتح کی دعا کیا کرتے تھے"۔

یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت قتادہ رحمہ اللہ اسکی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی بعثت سے قبل اہل کتاب میں "بنو قریظہ و بنو نضیر" اپنے مخالف فریق قبائل اوس وخزرج پر فتح طلب کرنے میں آنحضرت ﷺ کے وسیلہ سے دعا کرتے تھے اور علامہ شوکانیؒ نے استفتاح کی تشریح نصرت طلب کرنے سے کی ہے انکی دعا کے الفاظ علامہ آلوسی نے اس طرح نقل کئے ہیں:

" اللهم إنا نسألك بحق نبيك الذي وعدتنا أن تبعثه في آخر الزمان أن تنصرنا اليوم على عدونا فينصرون ...الخ "۔

"اے اللہ ہم تیرے اس نبی کے طفیل یہ دعا کرتے ہیں (جس کو آپ آخری زمانہ میں مبعوث فرمائیں گے) کہ آج کے دن ہم کو ہمارے دشمنوں پر فتح دے دے پس انکی مدد کی جاتی"۔

دوسری دلیل

" يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ "

"اے ایمان والو! ڈرتے رہو اللہ سے، اور ڈھونڈو اس تک وسیلہ، اور لڑائی کرو اس کی راہ میں شاید تمہارا بھلا ہو"۔

مذکورہ آیت مبارکہ سے توسل کی مذکورہ صورت کا جواز ثابت ہوتا ہے؛ چنانچہ علامہ مفتی محمد شفیعؒ معارف القرآن میں لفظ وسیلہ کی لغوی تشریح کے بعد قلم طراز ہیں:

"لفظ وسیلہ کی لغوی تشریح اور صحابہ وتابعین کی تفسیر سے جب یہ معلوم ہو گیا کہ ہر وہ چیز جو اللہ تعالیٰ کی رضا اور قرب کا ذریعہ بنے وہ انسان کے لئے اللہ تعالیٰ کے قرب ہونے کا وسیلہ ہے، اس میں جس طرح ایمان اور عمل صالح داخل ہیں اسی طرح انبیاء وصالحین کی صحبت و محبت بھی داخل ہے کہ وہ بھی رضائے الٰہی کے اسباب میں سے ہے، اور اسی لئے ان کو وسیلہ بنا کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا درست ہوا۔"

احادیث سے مذکورہ توسل کا جواز اور ثبوت

پہلی حدیث:

"عن أمية بن عبد الله بن خالد بن أسيد، قال: "كان رسول الله ﷺ يستفتح بصعاليك المهاجرين ـ"

"حضرت امیہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ فقراء و مہاجرین کے توسل سے فتح کی دعا کیا کرتے تھے"۔

دوسری حدیث:

"عن عثمان بن حنيف: أن رجلا ضرير البصر أتى النبي ﷺ فقال: ادع الله لي أن يعافيني، --- اللهم إني أسألك، وأتوجه إليك بمحمد نبي الرحمة---"

"حضرت عثمان بن حنیفؓ سے روایت ہے کہ ایک نابینا شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اللہ تعالیٰ سے عافیت کی دعا کی عرض کی (آپ ﷺ نے دعا سکھائی) کہ اے اللہ میں نبی رحمت محمد ﷺ کے وسیلے سے اپنی اس حاجت میں آپ کی طرف متوجہ ہوا ہوں"۔

تیسری حدیث:

"عن جبير بن نفير الحضرمي أنه سمع أبا الدرداء يقول: سمعت رسول الله ﷺ يقول: ابغوني الضعفاء، فإنما ترزقون وتنصرون بضعفائكم ۔"

"جبیر بن نفیر حضرمی سے روایت ہے کہ انہوں نے ابو الدرداءؓ کو کہتے ہوئے سنا ہے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا کہ آپ نے فرمایا کہ مجھے غرباء میں ڈھونڈھنا یعنی میری رضا غرباء کی دلجوئی میں ہے کیونکہ تمہیں رزق اور دشمنوں پر فتح ضعفاء ہی کے طفیل ہوتی ہے"۔

چوتھی حدیث:

"عن ابن عمر أنه قال: استسقى عمر بن الخطاب عام الرمادة بالعباس بن عبد المطلب۔۔۔ فخطب عمر الناس، فقال: أيها الناس، إن رسول الله ﷺ كان يرى للعباس ما يرى الولد لوالده، يعظمه، ويفخمه، ويبر قسمه فاقتدوا أيها الناس برسول الله صلى الله عليه وسلم في عمه العباس، واتخذوه وسيلة إلى الله عز وجل فيما نزل بكم "۔

"اور اسی طرح ابن عمر کے طریق روایت ہے کہ حضرت عمرؓ قحط سالی والے سال حضرت عباسؓ کے وسیلے سے دعا کیا کرتے تھے، پوری حدیث ذکر کی، اس میں یہ بھی ہے کہ حضرت عمرؓ نے لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عباسؓ کو وہ درجہ دیتے جو بیٹا باپ کو دیا کرتا ہے، اس کی عزت اور تعظیم کرتے تھے، اور ان کے قسم کو پورا کر دیتے تھے۔۔ اے لوگو! نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا عباسؓ کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی اقتداء کرو اور انہیں اللہ کی طرف وسیلہ بناؤ"۔

مندرجہ بالا احادیث مبارکہ سے درج ذیل امور ثابت ہوئے:

1- مقبولانِ الٰہی کے توسل سے دعا کرنا جائز اور یہ بات بکثرت شائع ہے، حدیث مذکورہ اور اسکے علاوہ بے شمار احادیث سے اسکا ثبوت ملتا ہے۔

2- توسل صراحتاً نبی اکرم ﷺ سے ثابت ہے، حدیث نمبر ایک اور دو اس پر دال ہیں جس طرح توسل بالدعا جائز ہے، اسی طرح توسل بالذات بھی جائز ہے۔

3- صلحاء کی ذات سے توسل جائز و ثابت ہے، حدیث نمبر تین اور چار میں اس کی صراحت ہے۔

4- حضرت عمر -رضی اللہ عنہ- نے حضرت عباس -رضی اللہ عنہ- کے احترام کو نبی اکرم ﷺ کی اقتداء قرار دیتے ہوئے انکی ذات کو وسیلہ بنانے کے لئے ارشاد فرمایا، اس میں بھی واضح صراحت ہے اور مشائخ علماء اہلسنت کا یہی مذہب ہے۔

کتب حدیث و فقہ سے اس کی تائید

خاتمۃ المحققین علامہ شامی -رحمۃ اللہ علیہ- فتاوی شامی میں لکھتے ہیں: کہ امام شافعی -رحمہ اللہ- اپنی حاجت روائی کے لئے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ -رحمہ اللہ- کی قبر پر حاضری دے کر انکے توسل سے دعاء کیا کرتے تھے، چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

"ومما روي من تأدبه معه أنه قال: إني لأتبرك بأبي حنيفة وأجيء إلى قبره، فإذا عرضت لي حاجة صليت ركعتين وسألت الله تعالى عند قبره فتقضى سريعا. "

"اور امام شافعیؒ کا امام ابو حنیفہؒ کے ادب کرنے میں سے یہ بھی فرماتے تھے کہ میں امام ابو حنیفہ کے ساتھ برکت حاصل کرتا ہوں، اور انکی قبر پر جاتا ہوں جب کوئی حاجت پیش آتی ہے تو دو رکعت نماز پڑھ کر انکی قبر کے پاس دعا کرتا ہوں پس جلدی سے وہ حاجت پوری ہو جاتی ہے"۔

شارح مشکوۃ ملا علی قاری -رحمہ اللہ- نے مرقاۃ شرح مشکوۃ میں حضرت امیہ -رضی اللہ عنہ- کی حدیث کی شرح کرتے ہوئے مندرجہ ذیل قول نقل فرمایا ہے:

"وقال ابن الملك: بأن يقول: اللهم انصرنا على الأعداء بحق عبادك الفقراء المهاجرين -"

"ابن الملکؒ فرماتے ہیں کہ یوں کہے اے اللہ اپنے فقراء مہاجرین بندوں کے طفیل دشمن کے مقابلہ میں ہماری مدد فرما"۔

اسی طرح محقق العصر علامہ وھبۃ زحیلی-رحمہ اللہ- نے "التوسل بذوي الصلاح" کے عنوان کے تحت حضرت عمرؓ کا حضرت عباسؓ کے وسیلہ سے اور حضرت معاویہؓ کا یزید بن الاسودؓ کے توسل سے دعا کرنا نقل فرمایا۔

علامہ سمہودی-رحمہ اللہ-وفاء الوفاء میں نبی اکرم ﷺ کو وسیلہ بنانے کے بارے میں لکھتے ہیں:

" قلت: فكيف لا يستشفع، ولا يتوسل بمن له هذا المقام والجاه عند مولاه؟ بل يجوز التوسل بسائر الصالحين كما قاله السبكي-"

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عند اللہ جاہ وعلو مقام پر نظر کرتے ہوئے آپ ﷺ کو شفیع بنانا' اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ بنانا تو بھلا کیسے جائز نہ ہو گا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو آپ ہی ہیں تمام صالحین کو وسیلہ بنانا جائز ہے"۔

علامہ شامی رحمہ اللہ نے علامہ سبکی للہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ نبی ﷺ کو وسیلہ بنانا مستحسن ہے اس کا ابن تیمیہؒ کے علاوہ کوئی بھی منکر نہیں ہے۔ نبی علیہ السلام کی ذات سے توسل مستحسن ہونے کے ساتھ ساتھ قابل غور بات یہ ہے کہ آیا یہ آپ کی خصوصیت ہے یا عام ہے؟ ابن امیر الحاج سے اختصاص کا قول منقول ہے اور اس کے قول سے شدید اختلاف ونزاع گیا کیا ہے۔ چنانچہ فتاوی شامیہ ہے:

"وقال السبكي: يحسن التوسل بالنبي إلى ربه ولم ينكره أحد من السلف ولا الخلف إلا ابن تيمية فابتدع ما لم يقله عالم قبله اهـ ونازع العلامة ابن أمير حاج في دعوى الخصوصية ...الخ"

"امام سبکیؒ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے توسل کا ابن تیمیہ کے علاوہ سلف وخلف میں سے کسی نے انکار نہیں کیا، سب سے پہلے ابن تیمیہ نے انکار توسل کا قول کیا ہے جو اس سے پہلے کسی عالم نے نہیں کیا، علامہ ابن امیر الحاج رحمہ اللہ نے خصوصیت کے دعوی میں سخت منازعت فرمائی ہے"

۔

مذکورہ ومندرجہ ذیل حوالہ جات سے اس کی تائید ہوتی ہے کہ وسیلہ کسی بھی صالح کے ساتھ صحیح ہے۔

مسئلہ استعانت اور وسیلہ کی شرعی حیثیت

علماء دیوبند کا مسلک

حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوری -رحمہ اللہ- علماء دیوبند کے عقائد پر مشتمل کتاب "المھند علی المفند" میں اس طرح نقل فرماتے ہیں:

"عندنا وعند مشایخنا یجوز التوسل فی الدعوات بالأنبیاء والصالحین من الأولیاء والشہداء والصدیقین فی حیاتھم وبعد وفاتھم بأن یقول فی دعائہ اللھم انی أتوسل الیک بفلان أن تجیب دعوتی وتقضی حاجتی إلی غیرذلک کماصرح بہ شیخنا ومولانا الشاہ محمد إسحاق الدھلوی ثم المھاجر المکی ثم بینہ فی فتاواہ شیخنا ومولانا رشید أحمد الگنگوہی -رحمۃ االلہ علیہما ... الخ-"

"ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک دعاؤں میں انبیاء وصلحاء اور اولیا وشہداء وصدیقین کا توسل جائز ہے ان کی حیات میں یا بعد وفات بایں طور پر کہ (اپنی دعا میں) یہ کہے کہ یا اللہ! میں بوسیلہ فلاں بزرگ کے تجھ سے دعا کی قبولیت اور حاجت براری چاہتا ہوں اس جیسے اور کلمات کہے چنانچہ اس کی تصریح فرمائی ہے ہمارے شیخ مولانا شاہ محمد اسحاق دہلوی ثم المکی نے، پھر مولانا رشید احمد گنگوہی نے بھی ہمارے فتاویٰ میں اس کو بیان فرمایا ہے"۔

الحاصل توسل بالاعمال کی طرح توسل بالذات بھی مندرجہ بالا شرعی دلائل قرآن، حدیث اور فقہ سے ثابت وجائز ہے اور علماء دیوبند اسی اعتقاد کے حامی وحامل ہیں۔

خلاصہ:

واضح رہے کہ توسل نہ مطلقا حرام ہے اور نہ مطلقا جائز ہے بلکہ اس میں تفصیل ہے وہ اس طرح کہ توسل کی اولاً دو قسمیں ہیں: توسل بالاعمال اور توسل بالذات، توسل بالاعمال تو مطلقا جائز ہے اور توسل بالذات میں زندہ اور مردہ کا کوئی فرق نہیں ہے، جس طرح زندوں کے طفیل درست ہے اسی طرح فوت شدہ مقدس بزرگوں کے طفیل سے بھی درست وجائز ہے۔ اور اس کے جائز ہونے میں اس لیے بھی کلام نہیں کہ یہ دعا فوت شدہ بزرگ سے نہیں ہوتی بلکہ براہ راست اللہ تعالیٰ سے ہوتی ہے، درحقیقت دعا کرنے والا یہ دعا کرتا ہے کہ میرا تو کوئی عمل اس لائق نہیں کہ بارگاہِ عالی میں پیش کروں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول بندوں کے طفیل دعا کرتا ہوں، یہ دعا اس نیک سے تعلق کے ذریعہ توسل ہے، یہ طریقہ زیادہ مظہر تواضع وعاجزی ہے۔

لیکن اس میں بھی ضروری اور قابل لحاظ امر یہ ہے کہ اس میں یہ اعتقاد نہ ہو کہان سے دعا منظور کوانا ضروری ہے یا یہ خود مشکل کشا اور کارساز ہے، یا اس کے بغیر دعا مقبول ومسموع ہی نہیں، یا یہ کہ ہم لوگوں کی رسائی خدا تعالیٰ کے دربار میں نہیں ہوسکتی، یا اس خیال سے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں مرادیں پوری کرنے کی قدرت دے رکھی ہے، یا ان کے نام کے ساتھ توسل ودعاء سے اللہ تعالیٰ پر اس کا سننا لازم اور واجب ہوجاتا ہے کیونکہ اللہ تعالی پر مخلوق کا کوئی حق لازم نہیں بلکہ اللہ جو کچھ دیتا ہے، محض اس کا فضل وعطاہ

حوالہ جات(References)

1۔الفاتحہ:۵
Al-Fatiha: 5

2۔ایضاً
Ibid

3۔ راغب اصفہانی، أبو القاسم الحسين بن محمد، المفردات في غريب القرآن(بيروت: دار المعرفة)۵۲۳،۵۲۴
Raghib Asfahani,Abulqasim Al Husain Bin Muhammad-(Bairoot: Dar AlMarifa)523,524

4۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب حدیث الغار(دار طوق النجاة)۴:۱۷۲
Bukhari,Muhammad bin Ismail ,Saheeh Ul Bukhari, Kitab Ahadees Al Anbia ,Bab Hadees al Ghar (Dar Touq Al naja)4:172

5۔ طبری، أبو جعفر محمد بن جرير، جامع البيان في تأويل القرآن، قاہرہ: مکتبہ ابن تیمیہ، ۳: ۴۸۰
Tabri, Abo Jaffar Muhammad Bin Jareer, Jamia Al baian fi Taweel Al quran,(Qahira: Maktba Bin Al Taimia)3:480

6۔البقرۃ:۵۸۶
Al-Baqara:586:

7۔الاعراف:۱۸۸
Al-Araf:188:

8۔المائدہ:۱۴۶
Al-Maida:146

9۔ترمذی، محمد بن عیسی، سنن الترمذی، ابواب الدعوات، باب ماجاء فی فضل الدعاء(مصر: مکتبہ ومطبعہ مصطفیٰ البابی الحلبی ۱۹۷۵ھ)،۵:۴۵۶
Tarmizi, Muhammad Bin Easa, Sunan Al Tarmizi, Abwab Al Dawaat, Bab maja fi fazl Al Dua,(Misar:Maktba Al Mustafa Al Babi Al Halbi 1975)5:456

10۔الغافر:۶۰
Al-Ghafir:60

11۔ترمذی، محمد بن عیسی، سنن الترمذی، ابواب الدعوات، باب ماجاء فی فضل الدعاء،۵:۴۵۶
Tarmizi, Muhammad Bin Easa, Sunan Al Tarmizi, Abwab Al Dawaat, Bab maja fi fazl Al Dua,5:456

12۔ابو عبد اللہ، احمد بن محمد بن حنبل، مسند الامام احمد بن حنبل(قاهرہ: دار الحدیث ۱۹۹۵ء)۴:۴۵۰
Abu Abdullah Muhammad Bin Hanble, Masnd Al Imam Ahmed Bin Hanbal (Qahira: Dar Al Hadees,1995)4:450

13۔البقرۃ:۸۹
Al-Baqara: 89:

14۔ آلوسی، شہاب الدین محمود بن عبد اللہ، روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی(بیروت: دار الکتب العلمیہ)۱:۳۱۹
Aalosi Mahmood Bin Abdullah, Rooh Ul Maani fi tafseer Al Quran Alazeem wa saba Al Masani(Bairoot: dar Al Kutub Al Ailmia)1:319

15۔شوکانی، محمد بن علی بن محمد، فتح القدیر(بیروت: دار الکلم الطیب)۱:۱۳۱،۱۳۲
Shaukani, Muhammad Bin Ali, Fath Ul Qadeer, (Bairoot: Dar Al kalim Al tyyab)1:131,132

16۔ آلوسی، شہاب الدین محمود بن عبد اللہ، روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی۱:۳۱۹
Aalosi Mahmood Bin Abdullah, Rooh Ul Maani fi tafseer Al Quran Alazeem wa saba Al Masani,1:319

17۔المائدہ:۳۵
Al-Maida:35

18۔ عثمانی، مفتی محمد شفیع، معارف القرآن(کراچی: مکتبہ معارف القرآن،۲۰۰۸ء)،۳:۱۲۸

Usmani, Mufti Muhammad Shafia, Maarif Al quran,(Karachi: Maktba Maarif Al Quran 2008)3:128

19۔ طبرانی، سلیمان بن احمد بن ایوب، المعجم الکبیر (قاھرہ: مکتبہ ابن تیمیہ)۱:۲۹۲

Tabrani, Sulaiman Bin Ahmed, Almuajam Al Kabeer(Qahira: Maktba Bin Taimia)1:292

20۔ ابن ماجہ، محمد بن یزید القزوینی، سنن ابن ماجہ، ابواب اقامۃ الصلاۃ والسنۃ فیھا، باب ماجاء فی صلاۃ الحاجۃ (بیروت: دار الرسالۃ العالمیہ، ۲۰۰۹ء)۲:۳۹۵

Ibn-e- Maja, Muhammad Bin Yazeed, Sunn Ibn-e- maja, Bab maja fi salat Al haja ,(Bairoot: Dar Al risala Al aalamia,2009),2:395

21۔ ابوداود، سلیمان بن الاشعث، سنن ابی داود، کتاب الجہاد، باب فی الانتصار برذل الخیل والضعفۃ، بیروت: دار الرسالہ العالمیہ، (۲۰۰۹ء)۴:۲۳۶

Abu Dawod, Sulaiman Bin Ashas, Sunan Abi Dawod, Bab fi Al Intisar be ruzal Al Khail wa Alzafa, (Bairoot: Dar Al risala,2009) 4:236

22۔ حاکم، ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ، المستدرک علی الصحیحین، بیروت: دار الکتب العلمیۃ، (۱۹۹۰ء)۳:۳۷۷

Hakim, Abu Abdullah Muhammad bin Abdullah, Al Mustadrak Ala Alsaheehain,Berot Dar al Kutub Al Ilmia ,1990)3: 377

23۔ ابن عابدین، محمد امین بن عمر، رد المحتار علی الدر المختار (بیروت: دار الفکر، ۱۹۹۲ء)۱:۵۵

Ibn-e- Aabideen, Muhammad Amin Bin Umer, Rad Ul Muhtar Ala Al Dur Al Mukhtar, (Bairoot: Dar Al Fikr,1992),1:55

24۔ قاری، علی بن سلطان محمد، مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، کتاب الآداب، باب فضل الفقراء وماکان من عیش النبی ﷺ (بیروت: دار الفکر، ۲۰۰۲ء)۸:۳۲۸۴

Qari,AliBin Sultan Muhammad, Mirqat Al Mafateeh, Bab Fazl Al Fuqara wa kana min aish Al nabi, (Bairoot: Dar Al Fikr 2002) 8:3248

25۔ زحیلی، وھبۃ بن مصطفی، الفقہ الاسلامی وادلتہ (دمشق: دار الفکر)۲:۱۴۴۴

Zuhaili, wahaba Bin Mustafa, Al Fiqh Al Islami wa Adilla,(Dimashq: Dar Al Fikr)2:1444

26۔ سمہودی، علی بن عبد اللہ بن احمد، وفاء الوفاء باخبار دار المصطفی (بیروت: دار الکتب العلمیۃ)۴:۱۹۶

Samhoodi, Ali Bin Abdullah, Wafa Al wafa bi Ikhbar Da ra al mustafa,(Bairoot: Dar Al Kutub Al Ilmia)4:196

27۔ ابن عابدین، محمد امین بن عمر، رد المحتار علی الدر المختار، ۶:۳۹۷

Ibn-e- Aabideen, Muhammad Amin Bin Umer, Rad Ul Muhtar Ala Al Dur Al Mukhtar,),6:397

28۔ سہارن پوری، خلیل احمد، المھند علی المفند مترجم (لاہور: مکتبہ المیزان، ۲۰۰۵ء)۲۹، ۳۰

Saharan poori, Khalil Ahmed, Al Muhanad Ala Al Mufanad Mutarjam, (Lahore:Maktaba Al Meezan,2005)29,30